مطالعہ حدیث کورس

روزہ



دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

7

مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (7) روزہ

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد
فون: 9261751-54
فیکس: 261648, 250821
ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس	....	مطالعہ حدیث
یونٹ نمبر	....	7
مؤلف	....	مولانا حبیب الرحمان
ناشر	....	دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان
مطبع	....	ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد
سن اشاعت	....	2000ء۔1421ھ

فہرست مضامین

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me, Goldzeha اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرا دی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و تنو صیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر بنے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخِ تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث‘ یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو‘ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے‘ تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

یہ مطالعہ حدیث کورس کا ساتواں یونٹ ہے ' اس یونٹ کا موضوع "روزہ" ہے۔ اس میں روزہ کی اہمیت ' فضیلت ' فرضیت ' روزہ کے احکام ' ماہ رمضان کے فضائل ' اعتکاف کے احکام ' نفلی روزے اور صدقہ فطر سے متعلق احادیث اور ان کا مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ دین اسلام کے ایک بنیادی رکن (روزہ) اور اسلام کی ایک فرض عبادت کی حقیقت اور اہمیت سے آگاہی حاصل کر سکیں گے۔ یونٹ کے مطالعہ سے آپ کے علم میں یہ بات بھی آئے گی کہ روزہ کے ذریعہ سے کس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی تربیت کا اہتمام کیا ہے۔ اور وہ تربیت کس طرح انسان کی پوری زندگی کو عبادت بنا دینے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام میں جو چار عبادات فرض کی گئی ہیں یعنی نماز ' زکوۃ ' روزہ اور حج وہ بجائے خود بھی مقصود ہیں اور انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کر دینے کی صلاحیت بھی وہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ یعنی وہ عبادت کے مظاہر بھی ہیں اور عبادت کے لیے محرک کا کام بھی دیتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات قرآنی

۱. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرة۲:۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہو۔

۲. شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۖ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْعَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۖ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ . (البقرة۲:۱۸۵)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے' جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں اب جو اس مہینے کو پائے' اس کو لازم ہے کہ وہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے' سختی کرنا نہیں چاہتا اس لیے یہ طریقہ بتایا جارہا ہے تاکہ اللہ کی کبریائی کا اظہار اور اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

احادیث نبوی

رمضان کے فضائل وبرکات :

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین وفی روایۃ ابواب الرحمۃ ۔ (متفق علیہ: کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے" ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔"

مفہوم :

۱۔ بقول شاہ ولی اللہ : رمضان کے دنوں میں روزہ، ذکر، تلاوت اور راتوں میں تراویح و تہجد اور دعا و استغفار کی وجہ سے تقویٰ کا عمومی رجحان اور نیکی و عبادت کی اس عام فضا کی وجہ سے لوگوں کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین اللہ کے نیک بندوں کو نیکی کی اس عمومی فضا میں گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جنت کے دروازے کھل جانے، دوزخ کے دروازے بند ہو جانے اور شیاطین کے مقید ہونے کا تعلق صرف ان اہل ایمان سے ہے جو رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک رہتے ہیں۔

۳۔ وہ غفلت شعار اور اللہ تعالیٰ کو بھول جانے والے لوگ جن کی زندگیوں میں رمضان کی آمد کی وجہ سے بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ان کا رمضان کی اس برکت و سعادت سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ پہلے بھی شیطان کے بندے تھے اب بھی شیطان ہی کے بندے ہیں اور ان کے لیے محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کی سخاوت :

عن ابن عباس قال کان رسول اللہﷺ اجود الناس بالخیر وکان أجود ما یکون فی رمضان کان جبریلؑ یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان یعرض علیہ النبیﷺ القرآن فاذا لقیہ جبریل کان

اجود بالخیر من الریح المرسلۃ. (متفق علیہ: کتاب الصوم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھلائی کے معاملے میں (معمولاً) تمام انسانوں سے زیادہ فیاض تھے اور خاص طور پر آپ کی یہ فیاضی اور سخاوت رمضان مبارک میں مزید بڑھ جاتی تھی۔ رمضان کی ہر رات جبریل امین آپؑ سے ملاقات کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ انہیں قرآن مجید سناتے تھے' جب جبریل آپؑ سے ملتے تو آپ ﷺ کی یہ سخاوت اور فیاضی چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ ہوتی تھی (وہ ہوا جو چلنے کے بعد کہیں نہیں رکتی اور ہر چیز سے گزرتی ہے اور ہر جگہ پہنچتی ہے)۔

مفہوم :

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا جود وسخا عام دنوں میں بھی غیر معمولی تھا لیکن جب رمضان المبارک کا رحمتوں بھرا مہینہ بھی ہو' جبریل امین سے قرآن مجید کا دور بھی ہو رہا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کریمانہ صفت میں اضافہ ہونا ہی تھا۔

۲۔ اس حدیث سے یہ ترغیب ملتی ہے کہ ایک مسلمان کو عموماً ہمدردی خلق کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیے اور رمضان میں نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اس عمل میں اور بڑھ چڑھ کر شریک ہونا چاہیے' اس لیے کہ رمضان مواساۃ (غرباء و مساکین کے ساتھ ہمدردی اور تعاون) کا خاص مہینہ ہے۔

رمضان کی آمد پر فرشتوں کی منادی :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: اذا کان اول لیلۃ من شہر رمضان صفدت الشیاطین و مردۃ الجن و غلقت ابواب النار فلم یفتح منہا باب وفتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منہا باب وینادی منادٍ یا باغی الخیر أقبل و یا باغی الشر أقصر ولِلّٰہ عتقاء من النار و ذالک کل لیلۃ. **(جامع ترمذی: کتاب الصوم)**

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکار کر کہتا ہے: اے نیکی کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی کے طالب برائی سے رک جا اور اللہ کی طرف سے بہت سے بندوں کو دوزخ سے رہائی ملتی ہے اور ایسا رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

مفہوم :

۱۔ گو کہ عالم غیب سے اس طرح کی کوئی ندا ہم اپنے کانوں سے تو نہیں سنتے لیکن اس کے اثرات اور نتائج کا رمضان میں بکثرت مشاہدہ ہوتا ہے اور بہت سے نافرمان لوگ بھی راہ راست پر آجاتے ہیں اور اپنی زندگی کی اصلاح کر لیتے ہیں۔

۲۔ رمضان المبارک کی ہر رات اور ہر دن کی یہ برکت اور فضیلت ہے' جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ :

عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فی اخر یوم من شعبان فقال یا ایها الناس: قد اظلکم شهر عظیم شهر مبارك شهر فیه لیلة خیر من الف شهر جعل اللّٰه صیامه فریضة وقیام لیله تطوعا' من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن اَدّٰی فریضة فیما سواه ومن اَدّٰی فریضة فیه کان کمن اَدّٰی سبعین فریضة فیما سواه' وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة' وشهر المواساة و شهر یزاد فیه رزق المؤمن' منَ فَطَّر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وکان له مثل اجره من غیر ان ینتقص مِن اجره شیئ' قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا یجد ما یُفَطِرُ به الصائم فقال رسول اللہ ﷺ یعطی اللہ هذا الثواب من فطّر صائما علی مذقة لبن اوشربة من ماء' ومن اشبع صائما سقاه اللّٰه من حوضی شربة لا یظمأ حتی یدخل الجنة' وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار' ومن خفف عن مملوکه فیه غفر اللّٰه له واعتقه من النار. (بیهقی : شعب الایمان)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا اس میں آپؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے' اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے' اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ عمل اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس

کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے..... آپؐ سے عرض کیا گیا کہ : یارسول اللہ ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے ؟) آپؐ نے فرمایا کہ :۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دیگا۔"

مفہوم :

۱۔ اس خطبہء نبوی کا مقصد و مدعا اہل ایمان پر رمضان مبارک کی اہمیت و فضیلت واضح کرنا ہے تاکہ وہ اس مہینہ کی برکات زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی طرف راغب ہوں۔

۲۔ رمضان المبارک کی ایک رات "لیلۃ القدر" کی فضیلت اور عظمت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ : "یہ رات ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے" یعنی اس ایک رات میں قرب الٰہی کی اتنی مسافت طے کی جاسکتی ہے جو ہزار مہینوں میں طے نہیں ہوسکتی۔

۳۔ رمضان اور لیلۃ القدر درحقیقت گناہ گار بندوں کے لیے اللہ کی بے پناہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت، بخشش کے بہانے تلاش کرتی ہے، بندہ صرف اپنے مالک کی طرف رجوع تو کرے پھر دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کا دامن رحمت کس قدر وسیع ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے رمضان مبارک کو صبر اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا۔ کیونکہ خود بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہو کر زیادہ اچھی طرح محسوس کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا پر غریبی اور مصیبت میں کیا گزرتی ہوگی اور فاقہ کیسی تکلیف دہ چیز ہے۔ صبر سے مراد اپنی خواہشات نفس پر قابو پانا، مشکلات برداشت کرنا اور نیکیوں پر ثابت قدم رہنا ہے۔ ایک ماہ کی مسلسل اور طویل تربیت کے ذریعے اہل ایمان کے اندر یہ صفات پیدا کرنا روزے کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مقدس مہینے میں اہل ایمان کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اس کا تجربہ اور مشاہدہ بھی ہر صاحب ایمان روزہ دار کو ہوتا ہے کہ جس قدر فراوانی سے رمضان میں کھانے پینے کو ملتا ہے اس

قدر باقی گیارہ مہینوں میں اسے نہیں ملتا۔ بعض اوقات یہ رزق ایسے راستوں سے آتا ہے جو بندے کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتے۔

۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔" اس آزادی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب رمضان کے اختتام پر ایک روزہ دار کو دوزخ سے آزادی حاصل ہو گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے بھی آزاد ہو گیا پھر جو جی میں آئے کرتا پھرے اس پر کوئی گرفت نہیں ہو گی۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ بعض لوگ رمضان ختم ہوتے ہی وہ سب پابندیاں توڑ ڈالتے ہیں جو اس مبارک مہینہ میں انہوں نے اپنے اوپر عائد کر رکھی ہوتی ہیں۔ وہ عین عید کے دن جوا، شراب اور ناچ گانے جیسی برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جس آدمی کے دل میں ایمان کی کچھ روشنی اور خوف خدا کی کچھ بھی رمق موجود ہو اس کا یہ طرز عمل نہیں ہو سکتا۔

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ان في الجنة بابا يقال له الريّان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه أحد غيرهم يقال اين الصائمون فيقومون لا يدخل منه أحد غير هم فاذا دخلوا اغلق فلم يد خل منه أحد. **(متفق عليه : كتاب الصوم)**

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جسے "**باب الریان**" کہا جاتا ہے اس دروازہ سے قیامت تک صرف روزہ داروں کا داخلہ ہو گا ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو گا، اس دن پکارا جائے گا! کدھر ہیں روزے رکھنے والے؟ تو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس کے بعد اس سے کوئی بھی داخل نہیں ہو گا۔"

مفہوم:

۱۔ چونکہ روزہ میں سب زیادہ شدت سے پیاس ہی کی تکلیف ہوتی ہے اس لیے روزہ داروں کو جو صلہ دیا جائے گا اس کی بھی خاص صفت سیرابی ہے "ریّان" کا معنی ہے "بھرپور سیرابی"۔

۲۔ اس خصوصی اعزاز کے علاوہ جو انعامات روزہ داروں کو ملیں گے اس کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "**الصوم لی وأنا اجزی به**" "روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کا صلہ دوں گا"

قیام رمضان کا اجر...... مغفرت :

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: "من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه، ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غُفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایماناً و احتساباً غُفرله ما تقدم من ذنبه." (متفق علیه: کتاب الصوم)

مفہوم :

ا۔ "ایمان واحتساب" خاص اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے وہ محض آخرت کے اجر وثواب کے لیے کیا جائے اس میں ذاتی مفاد، شہرت، لالچ اور ذاتی ناموری کا شائبہ تک نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص اللہ کی راہ اپنی جان تک بھی قربان کر دے لیکن مقصد یہ ہو کہ دنیا میں اس کی بہادری اور شجاعت کا چرچا ہو تو اللہ کے نزدیک اس قربانی کی ایک بال برابر قیمت نہیں بلکہ یہ اس کے لیے الٹا باعث وبال ہو گا۔

۲۔ روزے، تہجد، نماز تراویح اور لیلۃ القدر کی عبادات اور قیام اللیل سب کے ساتھ ایمان واحتساب کی شرط ہے۔ اگر یہ عبادات خالص اللہ کی رضا کے لیے ہیں تو سابقہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جائیں گی۔

۳۔ حقوق العباد کا معاملہ مختلف ہے جس بندے کی حق تلفی کی گئی ہو، جب تک اس بندے کا حق واپس نہ کیا جائے یا معاف نہ کرایا جائے اس کی معافی کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔۔

بلاعذر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دینے کا نقصان :

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: من أفطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولامرض لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه. (سنن ابی داوٗد : کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی (سفر و حضر کی) شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر رمضان مبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو اس کی تلافی نہیں کر سکتا خواہ وہ عمر بھر روزے رکھتا رہے۔"

مفہوم :

ا۔ یہ رمضان کے روزے کی قضا کا شرعی حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ روزہ قضا کرنے کی اخلاقی حیثیت ہے جو اس حدیث نبوی میں بیان ہوئی ہے۔ جان بوجھ کر روزہ قضا کرنے کی قانونی حیثیت تو یہ ہے کہ اگر کسی شخص

نے جان کر روزہ چھوڑا ہو تو اس پر اس کی قضا لازم آئے گی اور قانون کا تقاضا فقط اتنا ہے کہ وہ ایک قضا روزہ رکھے۔

۲۔ کسی شرعی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑنا اور بات ہے' اس صورت میں تو آدمی قضا روزہ رکھ سکتا ہے اور یہ چیز قابل مواخذہ نہیں ہے لیکن کسی شرعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر روزہ چھوڑ دینا ایسا ہے کہ پھر ساری عمر کے روزے بھی اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتے۔

کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنه بعشر أمثالها الی سبع مائة ضعف قال الله تعالیٰ اِلا الصوم فانه لی وانا اجزی به۔ (مسلم: کتاب الصیام)

آدمی کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے' ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک پھلتی پھولتی ہے' مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ اس سے مستثنیٰ ہے وہ خاص میرے لیے ہے اور میں اس کا صلہ دوں گا۔

مفہوم:

ا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کرنے والے کی نیت اور نیکی کے نتائج کے لحاظ سے تمام اعمال پھلتے پھولتے ہیں اور ان کی ترقی کے لیے ایک حد ہے۔ مگر روزے کی ترقی اور پھلنے پھولنے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

۲۔ جس قدر اس مہینہ میں نیکی کو فروغ دیا جائے گا اور جس قدر اس کے اثرات باقی گیارہ مہینوں میں رہیں گے۔ اتنا ہی یہ پھلے پھولے گا۔

۳۔ روزہ رمضان میں اجتماعی عبادت بنا دیا گیا ہے اور رمضان کا پورا مہینہ فضا کو نیکی اور پرہیز گاری کی روح سے بھر دیتا ہے ایک آدمی کے روزہ رکھنے کے جو اخلاقی اور روحانی فوائد ہو سکتے ہیں وہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے مل کر روزہ رکھنے سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ ہو جاتے ہیں۔

روزہ کے اصل مقاصد ـــــــ تقویٰ اور پرہیز گاری:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة أن یدع طعامه وشرابه۔ (صحیح بخاری: کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا اور پینا چھڑا دینے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے''۔

مفہوم:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کا حکم دینے کے بعد فرمایا "لعلکم تتقون" (شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ) یعنی جو روزے کی اصل روح اور مقصد کو سمجھ کر روزہ رکھے گا اس میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی اور جو اس کی روح کو ہی نہیں سمجھے گا اسے کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

۲۔ اس حدیث میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ روزے کا مقصد بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ یہ اصل عبادت کا ذریعہ ہے۔

۳۔ اصل عبادت ہے خوف خدا کی وجہ سے خدا کے قانون کی خلاف ورزی نہ کرنا' اللہ کی محبت اور اس کے حکم پر ہر چیز کو قربان کر دینا' اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا تو یہ روزہ بے روح جسم کی طرح ہے۔

۴۔ یہ حدیث پہلے وضاحت سے بیان ہو چکی ہے کہ روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :لا يتقدمن أحدكم رمضان بصوم يوم او يومين الا أن يكون رجل كان يصوم صومًا فليصم ذٰلك اليوم. (متفق عليه: كتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "تم میں سے کوئی بھی رمضان کے ایک دو دن پہلے سے روزہ نہ رکھے اِلّا یہ کہ اتفاق سے ایسا دن آجائے جس میں روزہ رکھنے کا کسی آدمی کا معمول ہو (تو ایسا شخص اپنے معمول کا روزہ رکھ سکتا ہے)۔"

عن عمار بن ياسر رضی الله عنه قال من صام اليوم الذی يشك فيه فقد عصى ابا القاسم .

(سنن ابی داوٗد: كتاب الصوم)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابو القاسم نبی ﷺ کی کنیت ہے)۔

مفہوم:

۱۔ شریعت نے جو حدود مقرر کر دی ہیں ان میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ اگر کچھ لوگ اہتمام سے رمضان سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیں تو پھر ناواقف لوگ اسی کو شریعت سمجھ کر پابندی شروع کر دینگے اور شریعت میں ترمیم ہو جائیگی۔

۲۔ اس عظیم حکمت و مصلحت کے پیش نظر رمضان کا چاند دیکھنے اور اس کا اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۔ شک والے دن سے مراد وہ دن ہے جسکے بارے میں یہ شبہ ہو کہ کہ آیا رمضان شروع ہو گیا ہے یا نہیں مثلاً غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا ہو تو ایسی صورت میں اگلے دن شک کا روزہ رکھنے کے بجائے تیس دن شعبان کے پورا کرنے کا حکم ہے۔

۴۔ یہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ ہیں۔ گویا انہوں نے اپنے الفاظ میں رسول اللہؐ کی یہ ہدایت نقل فرمائی ہے۔

۵۔ پچھلی حدیث میں "معمول کا روزہ" کا مفہوم ہے کہ مثلاً کوئی شخص ہر پیر، جمعرات کا روزہ رکھتا ہو اور ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو یہ دن آجائے۔

سحری اور افطاری کے بارے میں احکام اور ہدایات :

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: تسحروا فان فی السحور بركة.

(متفق علیه: کتاب الصوم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔"

عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللهﷺ: فصل مابین صیامنا وصیام اهل الکتاب أكلة للسحر. **(صحیح مسلم: کتاب الصوم)**

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق کرنے والی چیز سحری کھانا ہے۔"

مفہوم :

۱۔ سحری کھانے میں مصلحت اور حکمت یہ ہے کہ اس سے شریعت کی مقرر کردہ حدود کی حفاظت ہوتی ہے۔

۲۔ سحری ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کی طرف سے سہولت بھی ہے جو اہل کتاب کو حاصل نہیں تھی اس فرق اور امتیاز کو عملاً بھی قائم رہنا چاہیے۔

۳۔ سحری سے روزہ دار کو جسمانی تقویت بھی ملتی ہے اور عبادت میں بھی جی لگتا ہے۔

افطار میں جلدی کرنے کی تاکید:

عن سهل بن سعد أن رسول الله قال: لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر.

(بخاری: کتاب الصوم)

حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تک میری امت کے لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔

مفہوم:

۱۔ شریعت محمدیہ میں سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کی تاکید کی گئی ہے اس میں بندگان خدا کے لیے سہولت اور آسانی بھی ہے اور اہل کتاب یہود و نصاری کی مخالفت بھی۔

۲۔ جب تک یہ امت سنت رسول ﷺ کی پیروی کرے گی اس وقت تک اس کے حالات اچھے رہیں گے۔

۳۔ نبی ﷺ کی اس تعلیم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بدعات (دین میں اپنی پسند و ناپسند کے مطابق اضافہ کر دینا) اور خود ساختہ پابندیوں میں مشقت بھی ہے اور آخرت کا نقصان بھی۔

سحری اور اذان کے درمیان وقفہ:

عن انس عن زيد بن ثابت قال تسحرنا مع رسول الله ﷺ ثم قام الى الصلوٰة' قلت كم بين الاذان والسحور؟ قال قدر خمسين أية.(متفق عليه: كتاب الصوم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی (جلدی ہی) پھر آپ ﷺ نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے' میں نے پوچھا کہ سحری کھانے اور اذان فجر کے درمیان کتنا وقفہ رہا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ پچاس آیات کی تلاوت کے برابر۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سحری تاخیر سے کھایا کرتے تھے۔

۲۔ صحت مخارج اور قواعد قرات کے لحاظ سے پچاس آیات کی تلاوت میں تقریباً دس منٹ صرف ہوتے ہیں' اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی سحری اور اذان فجر کے درمیان صرف آٹھ' دس منٹ کا وقفہ ہو گا' کیونکہ پچاس آیات کی تلاوت میں اس سے زیادہ وقت نہیں لگتا۔

کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے :

عن سلمان بن عامر رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: اذا كان أحدكم صائما فليفطر على التمر فان لم يجد التمر فعلى الماء فان الماء طهور. (سنن ابو داوٗد: کتاب الصوم)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا : "جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے، اگر کھجور نہ مل سکے تو پانی ہی سے افطار کر لے اس لیے کہ پانی طہور (پاک صاف کرنے والا) ہے۔

افطار کی دعا :

عن معاذ بن زهرة أنه بلغه أن النبیﷺ كان اذا أفطر قال "اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت". (ابو داوٗد: کتاب الصوم)

حضرت معاذ بن زہرۃؒ تابعی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ : مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہﷺ جب روزہ افطار کرتے تھے تو کہتے تھے "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ" اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

عن ابن عمر قال: كان النبیﷺ : اذا افطر قال :"ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (سنن ابو داؤد: کتاب الصوم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہﷺ روزہ افطار فرماتے تو کہتے تھے : "پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر و ثواب ثابت ہو گیا۔"

مفہوم :

۱۔ یعنی پیاس کی جو تکلیف ہم نے کچھ دیر اٹھائی تھی وہ تو ختم ہو گئی لیکن آخرت کا اجر و ثواب بھی ان شاء اللہ ملے گا۔

۲۔ اس حدیث میں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ اس دنیا میں آزمائش اور امتحان کا وقت بظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن یہ مختصر ہے اور اس کا صلہ دائمی جنتوں کی شکل میں ہے جو ان شاء اللہ ملنے والا ہے۔

روزہ کی شفاعت :

عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله قال: الصيام والقرآن يشفعان العبد يقول الصيام اى

رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فيه و يقول القرآن منعته النوم بالليل فشفعنی فيه فيشفعان. (بیهقی : شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کی سفارش کریں گے' روزہ کہے گا' اے میرے رب! میں نے دن کو اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات نفس پورا کرنے سے روکا تھا' میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما پھر قرآن مجید کہے گا' میں نے اسے رات آرام کرنے سے منع کیا تھا' میری سفارش بھی اس کے حق میں قبول فرما۔ دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول کی جائے گی۔

مفہوم :

۱۔ روزہ اور قرآن مجید ان نیک بندوں کے حق میں سفارش کرینگے جنہوں نے دن میں روزہ رکھا ہو گا اور رات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر اس کے کلام مجید کی تلاوت کی ہو گی یا تلاوت سنی ہو گی۔

۲۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان کی راتوں میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں' سنتے ہیں' دن کے اوقات میں اس پر عمل کرتے اور اس کا پیغام دنیا میں عام کرتے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ قرآن کریم اور روزے کی سفارش کے مستحق ہونگے۔

وہ ایام جن میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے :

عن عمربن الخطاب رضی الله عنه قال نهی رسول اللهﷺ: عن صيام هذين اليومين امايوم الفطر ففطركم من صومكم واما يوم الاضحى فكلوا من نسككم .

(رواه اصحاب السنن: كتاب الصوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان دو دنوں (عیدالفطر' عیدالاضحیٰ) کے روزے سے منع فرمایا ہے' عیدالفطر کے دن اس وجہ سے منع فرمایا کہ یہ دن تمہارا روزہ افطار کرنے کا دن ہے اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے اس لیے منع فرمایا تا کہ تم اپنی قربانی کا گوشت کھایا کرو۔

سال بھر کے ان ایام میں نبی ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے :

۱۔ عیدالفطر کے دن کا روزہ (۲) عیدالاضحیٰ کے دن کا روزہ (۳) ایام تشریق یعنی ۱۱ ذوالحجہ' ۱۲ ذوالحجہ اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن کا روزہ' ان پانچوں ایام کا روزہ رکھنا شریعت اسلامی میں حرام ہے۔

وہ ایام جن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے :

عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبیﷺ قال: لا تصوموا یوم الجمعۃ الا وقبلہ یوم اوبعدہ یوم.

(صحیح بخاری، صحیح مسلم: کتاب الصوم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھو، ہاں البتہ اگر جمعہ سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد بھی روزہ رکھنا ہو"۔

درج ذیل دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

احادیث نبوی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ درج ذیل دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ ہے (یعنی سنت نبوی کے مطابق نہیں ہے)

۱۔ صرف جمعہ یا ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا۔

۲۔ صرف یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھنا۔

۳۔ وصال کا روزہ یعنی ناغہ کیے بغیر مسلسل رکھتے چلے جانا۔

سفر میں روزہ :

عن انس رضی اللہ عنہ قال: کنامع النبیﷺ فی السفر، فمنا الصائم و منا المفطر فنز لنا منزلا فی یوم حآر اکثرنا ظلا صاحب الکساء فمنا من یتقی الشمس بیدہ، قال فسقط الصوامون وقام المفطرون، فضربوا الابنیۃ وسقوا الرکاب فقال رسول اللہﷺ ذھب المفطرون الیوم بالاجر، وفی روایۃ یرون أن من وجد قوۃً فصام فان ذلک حسن ویرون أن من وجد ضعفا فأفطر فان ذالک حسن.

(صحیح مسلم و صحیح مسلم: کتاب الصوم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک جگہ ہم لوگوں نے پڑاؤ ڈالا۔ ہم میں سے بعض لوگ روزے سے تھے اور بعض کا روزہ نہیں تھا۔ یہ نہایت گرم دن تھا اور سب سے زیادہ آرام اور سائے میں وہ لوگ تھے جن کے پاس کمبل، چادریں تھیں، کچھ لوگ صرف ہاتھ سے سورج کی تپش سے بچاؤ کر رہے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہاں پہنچ کر روزہ دار لوگ تو گر پڑے اور جن کا روزہ نہیں تھا وہ اٹھے، انہوں نے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج سارا اجر ان لوگوں نے سمیٹ لیا ہے جو روزے سے نہیں ہیں۔
ایک روایت یہ ہے کہ: ان اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رائے یہ ہے کہ جو مسافر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے اور جو مسافر کمزوری محسوس کرتا ہو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مفہوم :

۱۔ غالباً یہ فتح مکہ کا سفر ہے جو رمضان میں ہوا تھا۔

۲۔ اس سفر میں بعض صحابہ روزے سے تھے اور بعض نے اپنا روزہ توڑ دیا تھا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی مقام پر روزہ توڑ دیا تھا تاکہ دوسرے لوگ بھی توڑ دیں لیکن بعض صحابہ نے روزہ باقی رکھا کیونکہ نبی ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع بھی نہیں کیا تھا۔

۴۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے روزہ نہ رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں زیادہ اجر و ثواب کی بشارت دی کیونکہ جو لوگ روزے سے تھے وہ نڈھال ہو چکے تھے اور جن کا روزہ نہیں تھا' انہوں نے پوری مستعدی سے سارا کام کیا۔

کن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے :

عن عائشة رضی الله عنها كنا نحيض على عهد رسول الله ﷺ فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة . (صحيح بخاری' صحيح مسلم: كتاب الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : "عہد نبوی میں ایام ماہواری کے دوران ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔"

مفہوم :

۱۔ حیض اور نفاس کی حالت میں تمام فقہاء کے نزدیک روزہ رکھنا حرام ہے۔

۲۔ مذکورہ صورتوں میں رمضان کے بعد عورت روزے کی صرف قضا کرے گی یعنی ایک روزے کے بدلہ ایک روزہ رکھنا ہوگا اس دوران روزہ ترک کرنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

بھول کر کھا پی لینے کی صورت میں روزے کا حکم :

عن ابی هريرة رضی الله عنه أن النبی ﷺ قال: من نسی وهو صائم فأكل أوشرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه. (مسلم: كتاب الصوم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : "روزہ کی حالت میں جس نے بھول کر کھا یا پی لیا اسے اپنا روزہ مکمل کرنا چاہیے' اسے تو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔"

وعن ابن عباس رضی الله عنه أن النبیﷺ قال: ان الله وضع عن أمتی الخطاء والنسیان' وما استکر ھوا علیه . (سنن ابن ماجه: کتاب الصوم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک خطا اور وہ کام جس پر مجبور کیا گیا ہو معاف کر دیا ہے۔''

مفہوم :

۱۔ کسی کو روزے کا خیال نہ رہا اور بھولے سے کچھ کھا پی لیا' چاہے ایک بار ایسا ہو یا کئی بار اتفاق ہو یا بھولے سے پیٹ بھر کر بھی کھا لیا' تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا اور نہ مکروہ ہوا۔

۲۔ چونکہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹتا نہیں اس لیے بقیہ دن قصداً کوئی چیز بھی کھا پی نہیں سکتا۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبیﷺ قال : من زرعه القئ فلیس علیه قضاء ومن استقا عمدا فلیقض۔(سنن ابن ماجه : کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جسے بے اختیار قے ہو گئی اس پر قضا لازم نہیں ہے اور جس نے قصداً قے کی وہ قضاء کرے۔

مفہوم :

۱۔ بے اختیار قے ہو گئی منہ بھر کر ہوئی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ بہر حال روزہ مکروہ نہ ہو گا۔

۲۔ اگر قصداً قے کی مگر منہ بھر کر نہیں کی بلکہ تھوڑی کی تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

رمضان کے عشرہ اُخیرہ کی فضیلت :

عن عائشة قالت: کان رسول اللهﷺ یجتهد فی العشر الأواخر مالا یجتهد فی غیره۔

(صیح مسلم: الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ : رسول اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جس قدر عبادت میں محنت اور کوشش کرتے اس قدر کسی اور موقع پر نہیں کرتے تھے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول اللهﷺ: تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر من رمضان . (صحیح بخاری: الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات میں تلاش کیا کرو۔

مفہوم:

۱۔ قرآن کریم کی سورۃ "القدر" میں ہے کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا اور سورۃ البقرہ میں ہے **شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن** یعنی رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان کی راتوں میں سے کوئی رات ہے۔

۲۔ شب قدر کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔اس کے مخفی رکھنے میں ایک بہت بڑی حکمت اور مصلحت یہ بھی ہے کہ لوگ صرف ایک ہی رات عبادت کا اہتمام کرنے پر اکتفانہ کرلیں بلکہ پورا مہینہ عبادت کا لطف اٹھائیں۔

۳۔ نبی ﷺ نے نشاندہی فرمائی کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہو سکتی ہے۔

لیلۃ القدر کی دعا:

عن عائشة رضی الله عنها قالت يا رسول الله ﷺ أرأيت ان علمت ای ليلة القدر، ما اقول فيها؟ قال: قولی: اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنی۔ (جامع ترمذی: كتاب الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ اے میرے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم کرنے والا ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے پس تو میری خطائیں معاف فرما دے۔

اعتکاف:

عن عائشة رضی الله عنها قالت أن النبی ﷺ كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله ثم اعتكف ازواجه من بعده. (متفق عليه: كتاب الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے اور وفات تک آپ کا یہی معمول رہا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کا

اہتمام کرتی رہیں۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی ﷺ یعتکف العشر الاواخر من رمضان فلم یعتکف عاما فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین. **(جامع ترمذی: کتاب الصوم)**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہیں کر سکے، اس لیے اگلے سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

مفہوم:

۱۔ اعتکاف کا لغوی معنی کس جگہ علیحدہ ہونا یا کسی مقام پر ٹھہرنا ہے، شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ آدمی دنیوی تعلقات و مصروفیات اور بیوی بچوں سے الگ ہو کر مسجد میں عبادت کے لیے قیام کرے۔

۲۔ اعتکاف قرب الٰہی کے حصول اور تعلق باللہ کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ چند دن کی اس تربیت کے عملی زندگی پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بندے کا تعلق اپنے خالق سے مضبوط ہو جاتا ہے۔

۳۔ رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی اس سنت کا اہتمام مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی کرنا چاہیے۔

۴۔ خواتین کے لیے اعتکاف ان کے گھر میں ہی مسنون ہے، ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

اعتکاف کے احکام:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت السنة علی المعتکف ان لا یعود مریضا ولا یشهد جنازة ولا یمس المرأة ولا یباشرها ولا یخرج لحاجة الا لما لا بد منه ولا اعتکاف الا بصوم ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع. **(سنن ابی داوٗد: کتاب الصوم)**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: "اعتکاف کرنے والے کے لیے شرعی طریقہ یہی ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ جنازہ میں شرکت کرے اور نہ عورت کے قریب جائے اور نہ اس سے صحبت کرے، ناگزیر ضرورتوں کے علاوہ کسی اور کام کے لیے مسجد سے باہر نہ نکلے بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں اور اعتکاف جامع مسجد میں ہونا چاہیے۔

مفہوم :

ا۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لفظ "السنۃ" استعمال کیا ہے اس لیے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں ہے بلکہ نبی ﷺ کی ہدایت کے حکم میں ہے۔

۲۔ حالت اعتکاف میں اپنی بیوی سے تعلق زن و شو قائم کرنے کی صورت میں اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

۳۔ کسی طبعی ضرورت (پاخانہ پیشاب وغیرہ) اور شرعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا اور پھر باہر ٹھہرنا جائز نہیں ہے' اس سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

۴۔ پیشاب' قضائے حاجت' غسل جنابت' جمعہ اور عیدین کے لیے مُعْتَكِفْ (اعتکاف کرنے والا) مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔

رُویت ہلال :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فأکملوا عدۃ شعبان ثلثین. (متفق علیہ: کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا چھوڑو اور اگر انتیس ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو۔

مفہوم :

ا۔ رمضان کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا دارومدار چاند دیکھنے پر ہے کسی قرینہ' قیاس یا حساب سے رمضان یا عید کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ بحیثیت مجموعی مسلمانوں پر واجب ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور اس کے لیے مناسب انتظام کریں اور اگر پورے معاشرے نے اس کی اہمیت محسوس نہ کی تو سب گنہگار ہوں گے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : أحصوا ھلال شعبان لرمضان.

(جامع ترمذی: کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے لیے شعبان کے چاند کی گنتی اچھی طرح کرو"۔

مفہوم :

۱۔ یعنی رمضان کے پیش نظر شعبان کا چاند دیکھنے کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

۲۔ رمضان کا چاند دیکھنے کے لیے شعبان کی تاریخوں کا صحیح علم ضروری ہے۔

شہادت سے چاند کا ثبوت :

عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبیﷺ فقال: انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان فقال أتشهد أن لا اِله اِلا الله قال نعم قال أتشهد أن محمد رسول الله قال نعم قال یا بلال أذن فی الناس أن یصوموا غدا. **(سنن ابی داوٗد: کتاب الصوم)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :ایک بدوی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا : میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا' کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ؟اس نے کہا جی ہاں !آپؐ نے پھر پوچھا : کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ؟ اس نے جواب دیا : جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا :اے بلالؓ لوگوں کو اطلاع دے دو کہ وہ کل سے روزہ رکھیں۔"

عن عبدالله ابن عمر قال ترآ الناس الهلال فأخبرت رسول اللهﷺ أنی رأیته فصام وأمرالناس بصیامه . **(سنن ابی داوٗد: کتاب الصوم)**

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کی (لیکن عام طور سے لوگ دیکھ نہ سکے) تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

مفہوم :

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے چاند کے ثبوت کے لیے ایک دیندار اور قابل اعتبار مسلمان کی شہادت کافی ہے' البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک آدمی کی گواہی اس صورت میں معتبر ہے جب مطلع صاف نہ ہو اور ابر یا دھند وغیرہ کا اثر ہو' دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔

۲۔ عید الفطر کے چاند کے ثبوت کے لیے دو عادل اور ایماندار افراد کی گواہی اکثر علماء کے نزدیک ضروری ہے۔

نفلی روزے :

عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول اللهﷺ لكل شئ زكواة و زكواة الجسد الصوم. (سنن ابن ماجه: صوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر چیز کی کوئی زکواۃ ہے اور جسم کی زکواۃ روزہ ہے۔"

مفہوم :

۱۔ یعنی ہر چیز کو پاک صاف کرنے کا ایک طریقہ ہے اور جسم کو پاک کرنے والی چیز روزہ ہے۔

۲۔ فرض روزوں کے علاوہ بھی دیگر نفل عبادات کی طرح نفل روزے قرب الٰہی، روحانی تربیت اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہیں۔

۳۔ لیکن ان کا اہتمام فرض روزوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے بلکہ اعتدال ملحوظ رکھنا چاہیے۔

عن ابی قتادة ان رجلا اتی النبیﷺ فقال كيف تصوم؟ فغضب رسول اللهﷺ من قوله فلما راي عمر غضبه قال رضينا بالله ربا وبالا سلام دينا وبمحمد نبيا نعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله فجعل عمر يرددهذا الكلام حتى سكن غضبه فقال عمريا رسول الله كيف من يصوم الدهر كله قال لا صام ولا افطر اوقال لم يصم ولم يفطر قال كيف من يصوم يومين ويفطر يوما قال أويطيق ذالك احد؟ قال كيف من يصوم يوما ويفطر يوما قال ذالك صوم داؤد قال كيف من يصوم يوما ويفطر يومين قال وددت انی طوقت ذالك ثم قال رسول اللهﷺ ثلث من كل شهر و رمضان الى رمضان فهذا صيام الدهر كله وصيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفرالسنة التي قبله والسنة التي بعده وصيام يوم عاشوراء احتسب على الله ان يكفر السنة التي قبله.

(رواه مسلم: كتاب الصوم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ :۔ آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزے رکھنے کے بارے میں آپ کا کیا معمول اور دستور ہے؟) اس کے سوال سے رسول اللہ ﷺ کو ناگواری ہوئی (یعنی چہرہ مبارک پر تکدر اور برہمی کے آثار ظاہر ہوئے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جو حاضر تھے) جب آپ کی ناگواری کی کیفیت کو محسوس کیا تو کہا :۔

رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا نعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله

ہم راضی ہیں اللہ کو اپنا رب مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد ﷺ کو نبی مان کر' اللہ کی پناہ اس کی ناراضی سے اور اس کے رسول کی ناراضی سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار اپنی یہی بات دہراتے رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے مزاج مبارک میں جو ناگواری پیدا ہو گئی تھی اس کا اثر زائل ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ :۔یارسول اللہ !وہ شخص کیسا ہے جو ہمیشہ بلاناغہ روزہ رکھے 'اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :۔اور اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو دو دن روزے رکھے اور ایک دن ناغہ کرے ؟ آپؐ نے فرمایا :۔کیا کسی میں اس کی طاقت ہے ؟(یعنی یہ بہت مشکل ہے اس لیے اس کا ارادہ نہ کرنا چاہیے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ہمیشہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے ؟آپ نے فرمایا :۔یہ صومِ داؤد ہے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جن کو اللہ نے غیر معمولی جسمانی قوت بخشی تھی ان کا معمول یہی تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ :۔اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے ؟ (اور اس طرح اوسطاً ہر مہینے میں دس دن روزہ رکھے)۔آپ نے فرمایا کہ :۔ میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائی جائے...... پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :۔ ہر مہینے کے تین نفلی روزے رمضان تا رمضان۔ یہ (اجر وثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے (لہذا جو صومِ دہر کا ثواب حاصل کرنا چاہے وہ اس کو اپنا معمول بنالے)اور یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہ وہ مٹا دے گا اس کے ذریعے سے پہلے سال کے گناہ اور بعد کے سال کے گناہ (یعنی اس کی برکت سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے)اور یوم عاشورا (۱۰ محرم) کے روزے کے بارے میں' میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اس کے ذریعے سے روزہ دار کے ایک سال قبل کے گناہ مٹا دے گا۔

خلاصہ

روزہ کا مقصد' فوائد اور عملی زندگی پر اثرات :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی شریعتیں آئی ہیں وہ کبھی روزہ کی عبادت سے خالی نہیں رہی ہیں اگرچہ روزہ کے احکام اور تعداد میں فرق ضرور رہا ہے۔

نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج یہ سب اللہ کی بندگی' اطاعت' غلامی اور فرماں برداری کی مختلف شکلیں ہیں' ان سب کا مقصد صرف ایک ہے کہ ان کے ذریعہ سے آدمی کی تربیت کی جائے اور اس کو اس قابل بنایا جائے کہ اس کی پوری زندگی اللہ کی عبادت بن جائے۔

چونکہ روزہ ایک مخفی عبادت ہے مثلاً ایک شخص اگر چھپ کر پانی پی لے یا کچھ چوری چھپے کھا پی لے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے لوگ یہ سمجھیں کہ وہ روزے سے ہے لیکن حقیقت میں اس کا روزہ نہ ہو۔

روزے کے عملی زندگی پر اثرات

ا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا احساس :

جس شخص کو آخرت کی جزا و سزا کا پختہ اور مضبوط یقین ہو صرف وہی روزے کی تکلیف اور مشقت برداشت کر سکتا ہے' جسے آخرت کے بارے میں معمولی سا شک بھی ہو وہ کبھی روزے کی اس بھٹی سے نہیں گزر سکتا کیونکہ جسے یقین ہے کہ ساری دنیا سے چھپ سکتا ہے مگر اس علیم و خبیر ذات سے نہیں چھپ سکتا (جو دلوں کے بھید تک جانتی ہے)' وہی یہ قربانی دے سکتا ہے۔

۲۔ ایمان کی مضبوطی :

جس شخص کا اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر زبردست یقین ہو' وہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی کوئی حرکت چھپی ہوئی نہیں ہے وہ اس کی ایک ایک حرکت اور عمل کا حساب لے گا تو پھر بھوک کی شدت یا پیاس کی وجہ سے حلق چٹخا جاتا ہو لیکن اس کا ایمان پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے نیچے نہیں جانے دے گا۔

۳۔ روزہ ایک اجتماعی عبادت ہے :

رمضان کا مہینہ روزے کی عبادت کے لیے مخصوص ہے اور تمام مسلمان مل کر روزے رکھتے ہیں جس

سے یہ انفرادی عبادت اجتماعی عبادت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے اس طرح ایک شخص کے روزہ رکھنے سے جو اخلاقی اور روحانی فوائد ہو سکتے تھے وہ اجتماعی طور پر روزہ رکھنے سے کروڑوں گنا بڑھ جاتے ہیں۔ یہ نیکیوں کے پھلنے پھولنے کا موسم ہے۔

۴۔ اخوت و بھائی چارہ :

جب ایک شخص فاقہ کر کے فاقہ اور بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خواہش ابھرتی ہے کہ وہ بھوکے کو کھانا کھلائے، کسی ننگے کو کپڑا پہنائے اور کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے۔

۵۔ نیکی کو فروغ دینے اور برائی سے منع کرنے کی ترغیب :

رمضان میں روزہ دار ایک دوسرے کے پشتی بان بن جاتے ہیں ہر شخص کو روزہ رکھ کر گناہ کرتے بڑی شرم آتی ہے، نہ صرف خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ کہیں برائی اور بدی ہو رہی ہو تو اس کی غیرت ایمانی اسے برداشت نہیں کر سکتی اس طرح نیکی، تقویٰ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

روزے کے فوائد اور اثرات سے محرومی اور اس کا سبب :

بدقسمتی سے مسلمان معاشرے کا ایک بڑا حصہ رمضان اور روزے کے ان فوائد سے محروم رہتا ہے جو دراصل روزہ کی اصل روح اور اس کا اہم مقصد ہیں اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عین روزے کی حالت میں اسلامی معاشرہ میں جھوٹ بھی بولا جاتا ہے، غیبت بھی کی جاتی ہے، حرام کھانے اور کھلانے کا کاروبار بھی جاری رہتا ہے، حق تلفی بھی کی جاتی ہے اور ظلم بھی ڈھایا جاتا ہے، چوری اور بدکاری بھی جاری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کے قانون کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور اس کی حدود کو پامال بھی کیا جا رہا ہوتا ہے اور پھر بھی ان جرائم کا ارتکاب کرنے والا فرد یہ سمجھتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہوں۔

غلط فہمی کا ایک اہم سبب :

اس غلط فہمی کا ایک اہم سبب عبادت کا غلط تصور ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ اصل عبادت کا ذریعہ ہے۔ اصل عبادت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف وجہ سے اس کے قانون اور حکم کی خلاف ورزی سے باز آجائے اور اس کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھے، یہی وجہ ہے کہ حدیث میں روزہ کو گناہوں سے بچنے کی ڈھال قرار دیا گیا ہے، اگر عبادت کا یہ حقیقی تصور ذہن میں ہو اور شعوری طور پر روزہ رکھا جائے تو یقیناً سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے اثرات باقی رہیں گے۔

فہرست مراجع
یونٹ نمبر 7

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الفکر بیروت

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۳۷ء

۳۔ جلیل احسن ندوی، سفینہ نجات، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۹۵ء

۴۔ جلیل احسن ندوی، زادراہ، اسلامک پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء

۵۔ عمر پوری عبد الغفار حسن، انتخاب حدیث، اسلامی پبلی کیشنز ۱۹۹۸ء

۶۔ مودودی، سید ابو الاعلی، تفہیم الاحادیث، ادارہ معارف اسلامی، لاہور

۷۔ کاندھلوی، محمد احتشام الحق، معارف السنۃ، اسلامک انٹرنیشنل پبلشرز، لاہور

۸۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث (جلد چہارم) دار الاشاعت، لاہور ۱۹۹۹ء

۹۔ نووی، محی الدین ابو زکریا بن شرف، ریاض الصالحین، مکتبہ مدنیہ لاہور